بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

"شہید انسانیت" پر ایک نظر!

مصنفہ

فضیلت مآب جناب مولٰنا مولوی سیّد محمدؐ صاحب قبلہ خلف اکبر سرکار علامہ ہندی مدظلہ

ہمنے "شہید انسانیت" کو بھی دیکھا اور اخباروں میں جو غلط اعتراضات اور رکیک حملے عوام کے پردے میں اقتدار قائم کرنے کیواسطے کئے جا رہے ہیں انکو بھی دیکھا اور مسخ شدہ عبارتوں کے فتوے بھی دیکھے لیکن ہوتا کیا ہے اذا فسد العالِم فسد العالَم اقتدار پرستی کے لئے جب شریعت سے کھیلا جاوے گا تو عوام کی گمراہی، ہنگامہ آرائی، قتل و غارتگری سب کا امکان ہے، ہمارے خاندانی قدیمی دشمن ہمیشہ کمزور پہلوؤں کو ڈھونڈھتے رہے ہیں اور موقع کے متلاشی آج کوئی نئی بات نہیں ہے، اب "شہید انسانیت" کی باری ہے، لیکن اہل لکھنؤ کے حافظہ کی قدر کرنا چاہیے کسقدر جلد بھول جانیوالے ہیں، کتاب "مجاہد اعظم" محرم ۱۳۶۱ھ کی مطبوعہ چندسال سے ہاتھوں میں ہے، جس ناپاک کتاب میں عزاداری کو سرے سے مٹا دیا ہے اور ایک ڈرامہ سے تعبیر کیا ہے، تین شبانہ روز کی پیاس سے انکار، جناب ابوالفضل العباسؑ کی طویل القامتی سے انکار، شمر کے سینۂ اقدس امام پر بیٹھ کر ذبح عظیم سے انکار نعش اقدس سے کپڑوں کی لوٹ سے انکار، نعش اقدس

maablib.org

کی پامالی سے انکار، خیام اہلبیت کی غارتگری سے انکار، شمر لعین کے رخسارہائے جناب سکینہ سے بے ادبی کرنے سے انکار، پشت جناب زینب پر دُرّے لگانے سے انکار، اہلبیت کو بے مقنعہ وچادر شتران بے کجاوہ وعماری پر تشہیر کرنے سے، سید الساجدین کو طوق وزنجیر پہنانے سے انکار، قیدخانہ شام میں مقید رہنے سے انکار، ہندہ کے دربار یزید میں آنے سے انکار، اس ناپاک کتاب کے ۱۷ صفحہ میں جوار دو پریس دہلی میں طبع ہو کر خوب فروخت ہورہی ہے، کسی ہمدرد عزاداری کی رگِ حمیت کو متحرک نہیں دیکھا جس نے تاویلات رکیکہ دور از قیاس سے عزاداری کا خاتمہ کر دیا ہے، یہ غفلت کیوں ہے؟ صرف اس لیے کہ یہ کتاب خاندان اجتہاد کی کسی فرد کی لکھی ہوئی نہیں ہے" ہماری بے مائگی اور مالی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے، لیکن ہم پیروان امام المتقین اسی جناب کی تاسی کرتے ہوئے خوش ہیں جیسا کہ ارشاد ہے ؎ رضینا قسمۃ الجبار فینا ۔ لنا علم و للاعداء مال۔

المختصر "شہید انسانیت" پر جو عامیانہ تحریف وتصحیف کرکے بطور "لاتقربوا الصلوٰۃ" اعتراض کیے ہیں اس کی دھوکادہی کا پردہ چند ہفتہ گزر گئے "نظارہ" اخبار لکھنؤ نے فاش کیا اور آج تک کسی مخالف نے اپنی دہوکادہی کا اعتراف نہ کیا، اس قسم کی تحریف خود بتاتی ہے

کہ معترضین کی نیت بجز خودغرضی واقتدار کی جنگ کے کچھ نہیں ہے، اس قسم کے عامیانہ اور مدلسانہ اعتراضات کا جواب تو عوام ہی کے ذمہ ہے، آج ہو یا کل۔

رہا واقعہ غسل جسپر بہت زائد فریاد و فغاں ہے اور ایک تاریخی چیز ہے اسکی حقیقت سنو! شب عاشور پانی کا ہونا اور غسل کر کے بہا دینا اور جناب علی اصغر کو پیاسا شہید کرا دیا "شہید الساہنیت" پر گیہ اعتراض ہے تو غلط ہے۔

(۱) "مدینۃ المعاجز" مصنفہ حضرت سید ہاشم بحرانی طاب ثراہ مطبوعہ طہران ۱۲۹۱ھ میں معجزات امام حسین علیہ السلام کے ضمن میں صفحہ ۲۴۰ - ۲۴۲ میں ایک معجزہ اور صفحہ ۲۴۵ میں چار معجزے، مناقب ابن شہر آشوب اور ثاقب المناقب سے نقل فرمائے ہیں اور صفحہ ۲۴۲ کا واقعہ امالی ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے مذکورہ چھ واقعات میں شب عاشور اور روز عاشور پانی کے وجود کا ذکر ہے جو ائمہ معصومین سے مروی ہے۔

(۲) امالی ابن بابویہ رحمۃ اللہ میں ہفتہ ۹ محرم ۳۶۸ھ کی مجلس میں دو واقعے پانی کی موجودگی اور استعمال آب کے تحریر فرمائے ہیں اور امام ہی کے غسل کا ذکر نہیں ہے بلکہ شہدائے کربلا جو کم از کم بہتر تھے سب کو غسل کرنے اور کپڑے تک دھونے کا حکم ہے۔

(۳) جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ والرضوان نے کتاب ارشاد صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ شب عاشور کے واقعہ میں جناب زینب خاتون کے

روتے روتے بیہوش ہو جانے اور امام حسین کے پانی چھڑک کر ہوش میں لانیکا ذکر موجود ہے، پانی شب عاشور نہ ہوتا تو کیا چھڑکا جاتا۔

(۴) دمعۃ الساکبہ حجۃ الاسلام ملا محمد باقر نجفی دہشتی بہبہانی مطبوعہ طہران ۱۳۱۲ھ کے صفحہ ۴۴۲ کتاب امالی سے ایک واقعہ اور کتاب ارشاد شیخ مفیدؒ سے ایک واقعہ اور سید ابن طاؤس سے غسل یوم عاشور کا نقل فرمایا ہے، اسی کتاب کی صفحہ ۳۱۱ میں کتاب ثاقب المناقب مصنفہ شیخ فقیہ عماد الدین ابو جعفر محمد بن علی ابن محمد الطوسی المشہدی رح سے ایک روایت امام موسی الرضا علیہما السلام سے اور دوسری روایت امام علی رضا علیہ السلام سے اور ایک روایت کتاب المسافر جلیس الحاضر مسمّی بہ کشکول مصنفہ شیخ سعید یوسف بن احمد بن ابراہیم بحرانی سے اور ایک روایت ابو جعفر محمد بن جریر طبری سے اور ایک روایت ابن شہر آشوبؒ سے نقل فرمائی ہے جو روز عاشور پانی کے استعمال میں موجود ہیں۔

(۵) حضرت غفران مآب طاب ثراہ نے اثارۃ الاحزان فصل عاشر میں ایک روایت نقل فرمائی ہے جسکی طباعت کیواسطے جناب ناصر الملت رحمہ اللہ نے نورچشم سید العلماء سلمہ کو مبلغ پانچسو روپیہ نقد مع ایک تحریر عنایت فرمایا تھا اور خواہش تھی کہ مع اردو ترجمہ کے شائع ہو اور یہ رقم کفایت نہ کرے تو مجبوراً اصل کتاب ہی طبع ہو جائے۔

(۶) غسل و نورہ کی روایت کو جناب مولانا حامد حسین صاحب طاب ثراہ کے استاد حضرت مفتی میر عباس صاحب طاب ثراہ نے جلد دو کتاب منار مجلس ۵۲ میں تحریر فرمایا ہے

(۷) قدوۃ العلماء المتاخرین جناب علامہ کنتوری جو جناب ناصر الملت کے پھوپھا اور

maablib.org

بزرگ تھے کتاب مفارقات الحسینیہ والعثمانیہ مطبوعہ اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں جو عربی واردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوچکی ہے اسمیں روز عاشور پانی کی موجودگی کی روایت صفحہ ۳۲ و ۳۳ پر موجود ہے۔

(۸) فواوح حسینیہ جلد ۲ مطبوعہ گلزار حسینی صفحہ ۷ میں شب عاشور جناب زینب کا غش آنا اور امام حسین علیہ السلام کا پانی چھڑک کر ہوشیار کرنا مرقوم ہے، پھر اسی جلد کی ۱۰۱ میں جناب علی اکبر کی ہمراہی میں پانی لانیکا حکم اور وضو وغسل وتطہیر ثیاب کا حکم ہے، یہ شب عاشور کا واقعہ ہے۔

(۹) حجۃ الاسلام آقا شیخ جعفر نجفی نے کتاب خصائص حسینیہ میں پانی سے غسل کی روایت نقل فرمائی ہے۔

(۱۰) حضرت علامہ عبد العلی ہروی نے مواعظ حسنہ میں تحریر فرمایا ہے۔

(۱۱) حضرت بحر العلوم جناب الن صاحب قبلہ طاب ثراہ جو شمس العلماء مولوی ابن حسن صاحب کے سرپرست، استاد اور ماموں تھے اور جنکی قائم مقامی کا زیردستی سے افتخار ہے وہ جناب کتاب بناء الاسلام مطبوعہ ۱۳۱۷ھ صفحہ ۵۴ مجلس اول میں تحریر بھی فرماتے ہیں اور منبر پر بھی پڑھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ "امام حسینؑ نے باوصف اسکے شب وروز عاشور اگوئی قسم طہارت قلبیہ وجسمانیہ کی اٹھا نہ رکھی طہارت قلبی ومعنوی بھی کی اور طہارت صوری وظاہری بھی بجالائے بلکہ طہارت ظاہری کی ایک فرد پر اکتفا نہ فرمائی اگر وضو کیا تو ساتھ ہی اسکے غسل بھی کیا اور پھر غسل پر اکتفاء نہیں کی بلکہ تیمم بھی فرمایا جیسا کہ روایات میں ہے کہ شب عاشور حضرت نے غسل پانی سے کیا۔ اور صفحہ ۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں "پس ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کو شوق عبادت وذوق

طاعت ایسا تھا کہ لذت وضو کر کے نماز پڑھنے کی حضرت کے مذاق میں پانی کے پینے سے بہتر تھی"۔

(۱۲) جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب طاب ثراہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جو روایات وکتب معتبرہ علماء میں موجود ہیں انکا پڑھنا اور لکھنا اور اشاعت کرنا اور سننا جائز ہے۔ (العوارف بابت ماہ محرم وصفر ۱۳۲۹ھ نمبر ۸ جلد ۴ صفحہ ۲) بتاؤ جن کتابوں کے یہ حوالے دیے ہیں وہ کیا مولانائے مرحوم کے نزدیک غیر معتبر ہیں اگر ایسا ہی تو انھیں کے قول سے ثابت کرو اگر مذکورہ کتابیں معتبر ہیں تو ان مرحوم کے اس عام فتوے کے ماتحت پانی کی موجودگی اور غسل امام کی روایتیں ان کے نزدیک بھی لکھنا اور پڑھنا اور اشاعت کرنا اور سننا سب جائز ہے اور روایت غسل شہید انسانیت" میں بھی پڑھنا اور لکھنا اور اشاعت کرنا سب جائز ہوگا اور مخالفت کرنا اور حمایت کرنا انکے اتباع خصوص ان کی اولاد کے لیے بدترین جسارت ہے۔

(۱۳) بحار الانوار علامہ مجلسی رح جکی نسبت خصوصیت سے جناب مولانا ناصر حسین صاحب رح کا یہ حکم ہے۔ "واقعات کربلا کے متعلق بحار الانوار جلد عاشر بہت جامع اور معتبر کتاب ہے۔ (العوارف صفحہ ۴ جلد ۹ نمبر ۱) اس کے بعد بحار کے روایات پانی اور غسل کے سب معتبر ہیں انکا پڑھنا اور سننا اور لکھنا سب مقلدین و اولاد جناب مغفور کے لیے جائز ہے اور حکم اسکا ان لوگوں کے لئے واجب الاتباع ہے۔

(۱۴) کتاب لہوف سید ابن طاؤس رح میں روایت نوحہ لگانے کی روز عاشور موجود ہے۔

(۱۵) جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ طاب ثراہ کے مواعظ پنجم صفحہ ۱۵ کتاب معجز کلام مطبوعہ تصویر عالم پریس لکھنؤ میں شب عاشور جناب زینب صلوات اللہ علیہا کا مصائب امام حسین سنکر منہ پر طمانچہ مارنا اور روتے روتے غش آنا اور امام حسین کا پانی چھڑکنا ذکر فرمایا ہے"۔

مذکورہ کتب کے علاوہ اگر تتبع تام سے کام لیا جائے تو دیگر علمائے کرام کے مصنفات سے بھی ثابت کیا جاسکتا ہے مگر بہ نظر اختصار ان چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں پھر اگر ناقابل عفو جرم "شہید انسانیت" کا ہے کہ امام حسینؑ کو غسل کرادیا، علمائے کرام کیوں قابل عفو سمجھے گئے جنمیں درجنوں حوالے درج ہیں، اگر "شہید انسانیت" کی یہ ایک حدیث قابل ماتم ہے تو مذکورہ احادیث مستحق سینہ کوبی سر پٹینے، بال نوچنے، منہ پر طمانچہ مارنے کیلیے، استغفر اللہ ربی واتوب الیہ۔ اگر مندرجہ "شہید انسانیت" کی روایت ضعیف کا اندراج لائق سب وشتم وگناہ کبیرہ ہے تو جن مستند علمائے اعلام کی کتابوں سے یہ روایت نقل کیگئی ہے ان علماء کی نسبت تم لوگوں کا کیا فتوے ہے، توبہ کرو توبہ! "شہید انسانیت" میں امام حسینؑ کو پانی نہیں پلایا، جسمیں عوام کو دھوکا دیکر کہہ رہے ہو کہ پیاس کی اہمیت جاتی رہی، نادانوں اسی لکھنؤ کی سرزمین پر منبروں پر جب غسل کی روایتیں پڑھی جارہی تھیں اور واقعی علمائے اعلام موجود تھے نہ کہ آجکل کے سے نام نہاد علماء، اسوقت پیاس کی اہمیت کدھر گئی تھی کس نے فریاد وفغاں کی، آج کیوں سر پیٹ رہے ہو اور عوام کو گمراہ کرتے ہو، غسل کر لینے سے پانی پی لینا کب لازم ہے یہ شیطانی قیاس ہے۔ عداوت میں اتنے اندھے نہ ہو کہ بات دور تک پہونچے تم لوگ اپنی علمی بے سرمایگی کا اعتراف کرو، راویوں کی تضعیف سے روایت ضعیف نہیں ہوجاتی عمل اصحاب سے اگر سند اضعف ہو بھی تو دور ہو جاتا ہے۔ فقہ واصول کا اگر علم ہوتا تو یہ بھی جانتے کہ تسامح فی ادلۃ السنن کا مسئلہ کیا تعلیم دیتا ہے۔ یہ بیخبر اپنی ذہنیت سے ایک معصوم کے اعمال وافعال کو عام انسانوں کے افعال واعمال پر مطابق کرکے معترض ہوجاتے ہیں نہ انکو خوف خدا ہے نہ قیامت و یوم حساب کا ڈر ہے وہ یہ کہنے پر تلے ہوئے ہیں کہ اگر پانی تھا اور غسل فرمایا تو نعوذ باللہ ہمراہیوں پر ظلم کیا اور

پیاسا رکھا، امام کو نعوذ باللہ ظالم کہکر کیا کافر نہیں ہوے، معصوم کی عصمت سے انکار سے کیا کافر نہیں ہوئے، انکار معجزات سے کافر نہیں بنے، کسی کی ذات سے عداوت غور تو کرو کتنے کفریات کا سبب بنی، لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ سنو! سنو! اگر ان پیشواؤں کے دام تزویر سے بچو! بروز عاشور پانی تھا اور ضرور تھا روایات کثیرہ شاہد ہیں اور پیاس بھی اتنی شدید تھی کہ کربلا والے جاں بلب تھے سیکڑوں روایتیں شدت عطش پر بھی شاہد ہیں۔ اب صرف سوال یہ ہے کہ پانی موجود تھا تو کیوں پیاسے رہے۔

جواب:۔ واقعہ یہ ہے کہ ہر شخص واقعات کو اپنی نظر سے دیکھنے کا عادی ہوتا ہے، تمہاری نظر میں پانی پلا دینے کو زائد اہمیت ہے، کربلا والوں کی نظر میں کسی اور چیز کو اپنی تمام زندگی سے زائد اہمیت تھی اسلیے وہ پیاسے رہتے اور پانی بچانے پر مجبور تھے، وہ حامیان دین خدا جنکے متعلق حجت خدا فرمادیں۔ میرے ماں باپ تم پر فدا تم نے اپنے طاہر و مطہر جسموں سے اپنے مدفن کی زمین کو پاک کر دیا! وہ عبادت پرست حسینوں نے اپنی عبادت کیواسطے دشمنوں سے ایک رات کی مہلت لی وہ سید العباد جسنے زغۂ اعدا میں تیروں کی بوچھار میں اول وقت نماز ظہر ادا کی، وہ ساجدین و عابدین جنھوں نے تیروں کی بارش میں سینوں کو سپر بنایا اور امام کی نماز جماعت ادا کرنے میں نصرت کی اور جان فدا کر دی وہ نمازیں وہ عبادتیں بدل وضو تیمم سے بیشک ادا ہو سکتی تھیں لیکن ساتویں محرم سے عصر عاشور تک بتاؤ بول و براز سے طہارت کیونکر ممکن تھی جسکے بغیر نمازیں اور عبادتیں صحیح نہ ہوتیں عام اردو کتابوں میں موجود ہے کہ پاخانہ اگر متعدی نہ ہو تو تین ڈھیلوں سے پاک ہو سکتا ہے اور اگر متعدی ہو تو بغیر پانی طہارت ممکن نہیں ہے اور پیشاب تو کلوخ سے اجماعاً ہمارے

مذہب میں پاک نہیں ہوتا تو تھوڑا پانی جو میسر ہوا تھا اسکو پی پلا کر یا تو ختم کر دیتے یا نجاست ظاہری سے تطہیر کیلئے بچاتے اور آخر وقت کی عبادتوں کو اہمیت دیتے، ان نماز گزاروں نے پیاس کی تکلیف سے جاں بلب ہونا گوارہ کیا اور قایم اللیل و صایم النہار تو تھے، طہارت کاملہ، جو شرط صحت نماز تھی اختیار کی اور آخر کفن کے لیے کپڑے بھی چرک آلود پاک کیے اور نمازیں تیمم سے پڑھیں صبح کی آخری نماز بوضو پڑھی، نماز وہ اہم عبادت تھی جسپر ان نمازیوں کی جان فدا تھی پینا کیسا، تم یہ بھی نہیں جانتے کہ حکم تعبدی جو مخصوص معصوم سے ہو اور وجوب حکمی جو عام ہے دونوں میں کیا فرق ہے، امام کے افعال کو وجوب حکمی میں تلاش کرتے ہو اور وجوب تعبدی سے بیخبر ہو اور افعال امام پر اعتراض کر کے کفر سے نہیں ڈرتے، درحقیقت یہ واقعات کربلا مجموعہ تھے شریعت ظاہر اور شریعت باطنیہ کا عمل کرنے اور پانی نہ پلانے پر امام کے اگر اعتراض ہے تو بتاؤ۔

(۱) زمانہ طفولیت کے بھی تین نذر کے روزے ایسی حالتیں کہ بیماری سے اٹھے ہیں غیر مکلف پر نذر واجب بھی نہیں احتمال ضرر بھی موجود ہے، امام حسنؑ و امام حسینؑ کو جناب امیرؑ جناب سیدہؑ نے کیوں نہ روکا خلاف شرع ظاہری حکم تھا یا نہیں

(۲) رسول خدا کا دیا ہوا باغ جناب امیرؑ نے بیچ کر فقرائے مدینہ پر تقسیم کر دیا اور واجب النفقات فاقے سے رہے، بجز حکم تعبدی و شریعت باطنیہ کے اور کیا تھا، جسپر نزول سورہ ھل اتی ہوا رسولؐ نے ابو تراب کے معزز لقب سے سرفراز کیا، امام حسینؑ کا واقعہ کربلا اسکی نظیر ہے کہ پیاسے رہے اور پانی بچایا عبادت الہی کیلیے۔ (۳) امام حسینؑ کی پاس کثرت سے حلال جانور تھے انکو ذبح کرکے نہ کھلایا اور بھوکا رکھا، شریعت باطنیہ و حکم تعبدی کے سوا کیا تھا۔

(۴) امام حسین بعلم امامت جانتے تھے کہ ساتویں سے پانی بند ہوگا، پھر حُر کے لشکر کو کیوں پلایا اور اوس پانی کو حفظِ نفس کے لئے کیوں نہ محفوظ رکھا، حکم ظاہری و تقاضائے عقلی تو پانی کا تحفظ تھا لیکن شریعت باطنیہ و حکم تعبدی کا کچھ اور فتوے تھا۔

(۵) جناب عباس عالم بر احکام شرع تھے، حفظِ نفس واجب تھا، نہر پر پہونچکر پانی بھی بھر لیا تھا، خود کیوں نہ پی لیا تا کہ حفظِ نفس بھی ہوتا اور قوتِ مدافعت بھی بدرجہا بڑھ جاتی۔ وغیرہ وغیرہ

واقعات ائمہ معصومین اور حالاتِ کربلا میں ایسے کثرت سے واقعات ہیں جو ظاہر بینیوں اور بداعتقادوں کی نظر میں معاذاللہ خلافِ عقل و شریعت ظاہری تھے اور مذکورہ چند مثالیں بالکل ویسی ہی تھیں جیسا کہ عاشور کے روز غسل کیا اور پانی موجود تھا اور نہ پیا، ورنہ ہماری مذکورہ باتوں کا جواب دو۔

امام حسین کو عراق جانے سے روکنے والے جناب محمد حنفیہ ابن عباس جناب جابر، فرزدق شاعر، جناب ام سلمہ وغیرہ۔ رسول خدا اور علی مرتضیٰ، حسن مجتبےٰ اور خود امام حسین سے شہادت کے حتمی ہونے کو بار بار سُن رہے تھے، پھر بھی حکم تعبدی و شریعت باطنی سے واقف نہ تھے جب تک خود امام حسین نہ بتا دیں۔ ہمارا اکدھر ٹھکانا ہے۔ جبکہ امام حسین نے اپنے عمل سے روزہ عاشور ثابت کیا۔ امام حسین نے اوس حکم تعبدی کو جس پر وہ مامور تھے اور بخوشی اوس پر عمل فرمایا، چند مقام پر خود ظاہر فرمایا ہے۔

(۱) قبر رسول خدا سے رخصت ہونے حاضر ہوئے، تمام شب نماز و دعا میں بسر فرمائی نیند نے غلبہ کیا، خواب میں رسولِ خدا کو ملاحظہ فرمایا کہ سینۂ اقدس سے چمٹا کر فرما رہے ہیں " اے میرے محبوب حسین میں قریب ہے کہ دیکھ رہا ہوں تم اپنے خون میں لوٹ رہے ہو پشت گردن سے ذبح ہوئے ہو تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہے اور کربلا میں میری امت کے مجمع میں غربت و تنہائی میں کھڑے فریاد کر رہے ہو اور کوئی فریاد رسی نہیں کرتا اور باوجود ان میں مقبول کے شدت سے پیاسے ہو اور کوئی تم کو پانی نہیں پلاتا اور تمہاری عزت کے درپے ہیں، بال بچوں کو ذبح کرینگے اور میری شفاعت کے امیدوار رہیں گے، جو قیامت کے روز میری شفاعت سے محروم ہونگے۔ اے پیارے حسین تمہارے باپ، ماں، بھائی، جنت میں تمہارے مشتاق ہیں اور تم اس درجہ عالیہ پر فائز نہیں ہو سکتے بغیر شہادت، اے فرزند جلدی کرو اپنے درجہ میں پہونچنے کی ....." امام حسین جب خواب سے بیدار ہوئے تو اہلبیت سے خواب اپنا بیان کیا ..... پھر ابن عباس سے شہادت کے واقعہ کو بیان کیا ابن عباس نے عرض کی اے حسین اگر کوفہ جانے کا حتمی ارادہ ہے تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے امام نے فرمایا اے میرے چچا کے بیٹے میں نے رسول کو خواب میں دیکھا ہے اور جو حکم مجھکو دیے ہیں میں ان سے سر مو انحراف نہیں کر سکتا انھیں کے حکم سے میں ان سب کو ساتھ لے جا رہا ہوں ..... (روضۃ المعاجز ۲۴۳)

اس خواب میں محض واقعات کی خبر نہ تھی بلکہ حکم تھا جس کو خود امام نے فرمایا۔

(۲) جابر بن عبداللہ نے حضرتِ امام میں عرض کی مولا آپ کے بھائی امام حسن نے معاویہ سے صلح کی آپ بھی صلح فرمالیجئے۔ امام حسین نے فرمایا اے جابر میرے بھائی نے حکم خدا سے صلح فرمائی اور میں بھی حکم خدا اور رسول پر عمل کر رہا ہوں (مدینۃ المعاجز، مناقب المناقب)

(۳) جناب ام سلمہ نے امام حسین کو سفر کوفہ سے روکا تو امام نے فرمایا "اے میری ماں قسم بخدا میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ میں تقدیر الٰہی اور قضائے الٰہی سے نہیں بھاگ سکتا جو حتمی ہے اور خدا نے مجھ پر واجب کر دیا ہے۔ ۔ ۔ اے میری ماں میں خوب جانتا ہوں کس روز شہید ہوں گا اور کس مقام پر قتل ہوں گا اور کس ساعت میں قتل ہوں گا اور کس قبر میں دفن ہوں گا میں اپنی آنکھوں سے سب دیکھ رہا ہوں" الخ (مدینۃ المعاجز، ثاقب المناقب)

(۴) افواج جن نے اپنے خدمات پیش کیے اس وقت امام حسین نے دعائے خیر فرما کر جواب دیا "میں اپنے جد بزرگوار کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا انھوں نے مجھ کو جلد اپنے پاس بلایا ہے، میں ابھی تھوڑی دیر کے لئے سو گیا تھا میرے نانا نے مجھ کو سینہ سے لپٹا کر اور بوسہ دیکر فرمایا خدا چاہتا ہے کہ تم کو مقتول خون میں لوٹتا دیکھے اور ڈاڑھی کو خون میں مخضب دیکھے، پشت گردن سے ذبح ہو اور خدا چاہتا ہے کہ تمھارے اہل حرم ننگی پشت پر اونٹوں کے سوار پھرائے جاویں (مدینۃ المعاجز)

امام جعفر صادق نے فرمایا "ہر امام کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے اور اس میں اس کے کل خدمات اور ضروریات مکتوب ہوتے ہیں جب وہ خدمات پورے ہو جاتے ہیں

تو معلوم ہو جاتا ہے کہ مدت زندگی کی پوری ہو گئی ہے پس رسول خدا نے جو خدا کی طرف سے صحیفہ امام حسین کو دیا اس صحیفہ کو پڑھا اور جو اس میں عمر بھر کا دستور العمل دیا گیا ہے جب اسکو پورا کر چکے دنیا سے گزر گئے" (مدینۃ المعاجز)

اس مجمل بیان سے واضح ہو گیا کہ امام حسین نے جن مصائب کا ذکر فرمایا، یا ذکر نہیں فرمایا اور ظہور میں آیا وہ سب حکم تعبدی کی ادائی تھی، پانی تھا اور نہیں پلایا عمل کیا سب کا سب حکم تعبدی تھا اور قابل اعتراض نہیں ہے۔ تمھاری عقل کتنی ہے جو سمجھ سکو واقعہ کربلا کا۔ ہر امر محیر العقول ہے، امام حسین خدا اور رسول کے احکام پر مامور تھے اور تقدیر الٰہی پر کاربند تھے۔

(۶) جناب عبداللہ بن جعفر طیار دونوں فرزندوں کو لیکر مع امان نامہ عمرو بن سعید امام حسین کیلئے مکہ معظمہ سے کوفہ کی روانگی کے وقت ملاقی ہوئے اور سفر عراق سے با اصرار روکا اس وقت امام حسین نے فرمایا۔ میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے جو مجھ کو حکم ہوا ہے وہ ضرور پورا کروں گا۔ جناب عبداللہ نے خواب دریافت کیا، فرمایا اس خواب کو نہ میں نے کسی سے اب تک بیان کیا ہے نہ کسی سے بیان کروں گا یہانتک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں الخ (ارشاد شیخ مفید)

غرضکہ مدینۂ منورہ سے روز عاشور تک کثرت سے خواب ملاحظہ فرمائے جو کتب مقاتل میں موجود ہیں امام حسین نے ان خوابوں کو بیان فرمایا ہے لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ سب خواب بیان کر دیا ہو اور بقیہ پوشیدہ نہ کیا ہو اور جملہ خواب کے سننے والے بھی حکم خدا و رسول ہی سمجھتے اور خود امام حسین بھی محض واقعہ کی اطلاع نہ سمجھتے تھے اور ان احکام پر عمل فرماتے تھے۔ نمبر ۶ کا خواب تو بالکل اسرار گنو

سے تھا۔ دستور رسول خدا کا عطا کردہ صحیفہ ہر حرکت و سکون اور جملہ اعمال حسینی
مکمل پروگرام تھا، جسمیں عقل کی کوئی گنجائش نہ تھی، احکام تعبدیہ اور شریعت
سے اوسکا تعلق تھا نہ کہ اونکے جو سامنے آئے البتہ وہ حکمت و تدبر سے مملو
پانی کے وجود کے کثرت سے روایات ہیں جن کا ہم نے ذکر بالاجمال
کر دیا ہے اونمیں سے ضعیف السند بھی ہو سکتی ہیں اور صحیح بھی ہیں۔ جو صحیح
ہیں، اون کے متعلق یہی جواب ہو سکتا ہے کہ آب شیریں و خوشگوار جو برآمد
پیدا ہوا ہے اور امام نے اوس سے انصار کو سیراب فرمایا ہے وہ ساتویں
سے پہلے کے ہیں چھٹی محرم کو امام حسین نے زمین پر انگوٹھے سے خط دیکر
نہر جاری فرمائی، اسی طرح سے اور معجزات پانی برآمد کرنے کے وقتاً فوقتاً ہوئے
جس وقت جیسی مصلحت الٰہی ہوئی نہ معجزے کا پانی روز روز رہا نہ یہی ہوا کہ معجزہ
پانی پیدا ہی نہ ہوا ہو جس سے پیاسے بھی رہے اور سیراب بھی ہوئے۔ غلطی تطبیق
اسامر میں ہوئی ہے کہ پانی ساتویں سے بند ہوا، یہ اشتباہ اس لئے ہے کہ ابن زیاد
کا خط پسر سعد کو ۷ محرم کو ملا اوس روز سے بہت سختی اور روک پانی کی ہوئی
والا حقیقۃً پانی امام حسین پر اوسی روز سے بند ہوا جس روز حر اپنی فوج کے
محاصرہ میں امام حسین کو لشکر کربلا میں بے آب و گیاہ مقام پر لائے۔ اوس خط
کی تعمیل میں جو ابن زیاد کی طرف سے حر کو ملا تھا اور اوس کا اظہار حر نے
امام حسین سے کر دیا تھا، لہذا حقیقۃً دوسری تاریخ ہی سے امام حسین پر
پانی بند تھا۔

بیس پیادہ اور تیس سوار امام حسین کا بھیجنا فرات سے بیس مشکیں منگانا

لیں یہ ایک ہی مرتبہ کا واقعہ ہے۔ وہ حدیث جس میں شبِ عاشورا امام حسین کا
اصحاب وانصار سے فرمایا کہ غسل کر لو، پانی پی لو، کپڑے دھو لو، یہی پانی
تمہارے لئے آخری پانی ہے اور یہ کپڑے تمہارا کفن ہوں گے۔ بظاہر
یہ دو روایتیں نہیں ہیں بیس مشکوں والی روایت اور یہ روایت ایک ہی معلوم
ہوتی ہیں اور شبِ عاشور ہی کا یہ واقعہ ہے ایک ہی مرتبہ نہر سے پانی
میسر ہوا ہے جس سے اصحاب وانصار نہائے بھی، کپڑے بھی دھوئے
وضو بھی کیے، جس سے نمازِ صبح بھی ادا کرنے کا حکم تھا اس کے بعد بچا کتنا جو
پیتے بھی۔ اب دیکھو عرب کی وہ چھوٹی چھوٹی مشکیں، تعداد میں بیس، جمعیت
بنابر روایاتِ مشہورہ بہتر شہداء بعض انصار کی بیبیاں، اہل حرم، اطفال
کی جماعت وہ کتنا پانی غسل و تطہیر سے وضو سے بچا ہوگا جو حلق میں پڑا
درحقیقت دوسری محرم سے بندش آب تھی اور جو پانی امام حسین کے پاس
حر کی فوج کو پلا کر باقی رہا تھا ممکن ہے وہ محفوظ رکھا گیا ہو طہارت
بول و براز کے لئے اور نماز میں تیمم سے ادا ہوتی ہوں اوسی دوسری
محرم سے نایابی آب میں یہ معجزات مروی ہوئے وقتاً فوقتاً امام حسین نے
پانی اصحاب کو پلایا دنیاوی پانی کی بندش بیس مشکوں کے بعد رہی یہ
بھی احتمال ہے کہ مشکوں والی روایت میں شبِ عاشور راوی کا تسامح
اور یہ واقعہ پانی لانے کا ساتویں شب ہی کا ہو اور امام کا غسل و تطہیر
لباس کا حکم اوسی روز ہوا ہو جس روز بیس مشکیں میسر ہوئی ہیں اور جو
پانی بچا وہ نجاسات کی تطہیر کے لئے بچایا گیا۔ اور پی کر نہیں صرف کر ڈالا۔

یہ امر بھی قابل میری نظر سے کوئی روایت نہیں گذری جس میں کسی صحابی نے امام حسین سے پیاس کی شکایت کی ہو اور پانی طلب کیا ہو عزیز واقارب و اولاد کے جو بار بار پیاس کی شدت کا اظہار کرتے رہے احتمال ہے کہ امام حسین نے بحکم الٰہی اصحاب کو بہ اعجاز سیراب فرما دیا ہو جس سے وہ شکایت عطش نہ کرتے تھے جیسا کہ جب سائل نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا انصار امام پیاسے شہید ہوئے تو معصوم چھٹے کا اور فرمایا کہ اصحاب حسین سب سیراب شہید ہوئے۔ اس سے معلوم ہے کہ بہ اعجاز و بحکم خدا انصار سیراب کئے گئے لیکن آل رسول اور امام حسین پیاسے شہید ہوئے اور خود پانی نہیں پیا ان کو خدائی حکم ہی کہ پیاسے رہیں اور سوکھی گردنیں کٹا دیں تاکہ آل رسول کے صبر و استقلال اور مصائب کی زیادتی سے درجات کی بلندی میں اور اضافہ ہو۔

بہر حال جو کچھ بھی ہوا خدا و رسول کے احکام کی پابندی کی تھی روایات کثیرہ سے پانی کا وجود بھی ثابت ہے اور پیاسے رہنے پر بھی کثیر روایات شاہد ہیں مومن کامل الاعتقاد کو لازم ہے کہ یہی اعتقاد رکھے کہ روایات کثیرہ کی تکذیب نہ ہو اور معجزنما امام معصوم کے افعال و اعمال پر اعتراض کرنے کا فرنہ ہے۔

وباللہ التوفیق وہو خیر رفیق۔

یوم پنجشنبہ ۲۰ صفر المظفر سنہ ۶۴ھ مطابق ۱۷ فروری سنہ ۴۵ء

حسن پرنٹنگ پریس لکھنؤ دلاتی